# 08- سُورَةُ الاَنفَالِ

آیات : 75 ...... مَدَنِیَّۃ" ...... پیراگراف : 8
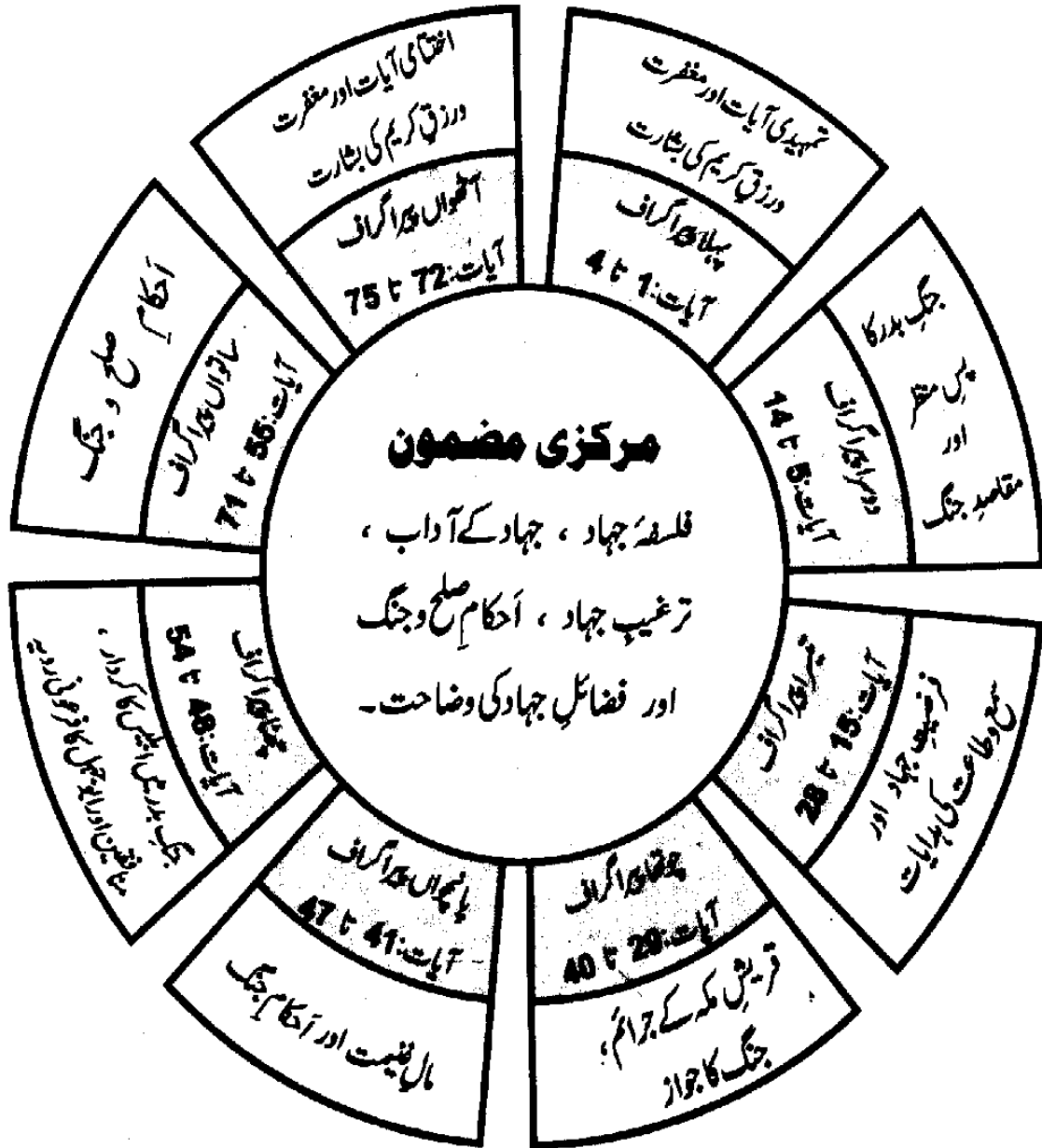
## زمانۂ نزول اور پس منظر:

جنگِ بدر، رمضان دو(2) ہجری میں واقع ہوئی۔ سُورۃ ﴿الانفال﴾، ایک مدنی سورت ہے، جو جنگ بدر کے بعد غالباً ذوالقعدہ دو(2) ہجری میں نازل ہوئی۔ جنگِ بدر سے پہلے سُورۃُ ﴿الطّلاق﴾ اور سُورۃ ﴿مُحمَّد﴾ نازل ہوئیں تھیں۔

## سورۃ الانفال کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت، سورت ﴿الاعراف﴾ میں مجرم قوموں کے خلاف اللہ تعالیٰ کے راست اقدام ہلاکت (Direct Action) کا ذکر تھا۔اس سورت ﴿الانفال﴾ میں، مسلمانوں کے جہاد کے ذریعے، یعنی بالواسطہ طریقے سے (By Indirect Action) مجرم قوموں کی بیخ کنی مقصود ہے، تاکہ دنیا سے فسادِ کبیر اور فتنوں کا خاتمہ ہو جائے۔﴿هُوَ الَّذِيْ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (آیت:62)۔اس طرح مجرموں کو سزا دینا بھی مقصود ہے اور جہاد کے ذریعے مسلمانوں کی آزمائش بھی مقصود ہے۔

2- سورت ﴿الانفال﴾ کے پہلے پیراگراف اور آخری پیراگراف دونوں میں، جہاد کے نتیجے میں ﴿مغفرت﴾ اور ﴿رزق کریم﴾ یعنی عزت کی روٹی کی بشارت ہے۔جو قومیں جہاد ترک کردیتی ہیں، انہیں ذلت کی روٹی دی جاتی ہے۔

3- سورت ﴿الانفال﴾ میں فلسفۂ جہاد کی وضاحت ہے اور اگلی سورت، سورت ﴿التوبۃ﴾ میں تین گروہوں کے خلاف عملی جہاد کی ہدایات ہیں۔

## اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورۃ ﴿الانفال﴾ میں ﴿مَغْفِرَةٌ" وَرِزْقٌ" كَرِيْمٌ"﴾ کے الفاظ دو مرتبہ پہلے اور آخری پیراگراف میں (یعنی آیت 4 اور 74 میں) استعمال ہوئے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید کی اکثر سورتوں میں اہم مضمون کو ابتدا اور اختتام دونوں مقامات پر لایا جاتا ہے۔معلوم ہوا کہ جہاد کے نتیجے میں نہ صرف اُخروی مغفرت بلکہ دنیا میں عزت کی روٹی بھی حاصل ہوتی ہے۔جان کی بازی لگا دینے والے ان مجاہدین کو سچے مومنین ﴿هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا﴾ کے نام سے پکارا گیا۔

(a) ﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ" عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ" وَّرِزْقٌ" كَرِيْمٌ"﴾ (آیت:4)

(b) ﴿وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ" وَّ رِزْقٌ" كَرِيْمٌ"﴾ (آیت:74)۔

2- سورۃ ﴿الانفال﴾ میں ، جنگِ بدر کو حق و باطل کی جنگ قرار دیا گیا:

(a) مسلمان چاہتے تھے کہ ان کی مڈبھیڑ تجارتی قافلے سے ہو، جب کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ ان کا ٹکراؤ عسکری لشکر سے ہو، تاکہ اسلام کی حقانیت ثابت ہوجائے۔﴿وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ﴾ (آیت:7)۔

(b) اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ مشرک و مجرم قیادت کی ناگواری کے باوجود دینِ حق کی حقانیت اور باطل کا بطلان واضح اور نمایاں ہو جائے۔

﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾ (آیت:8)۔

(c) قریش کی مشرک قیادت بھی یہی چاہتی تھی کہ حق واضح ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے خود یہ دعا کی:

﴿وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ﴾ (آیت:32)

3- سورۃ ﴿الانفال﴾ میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے میدانِ جنگ میں ثابت قدمی کے احسان کا ذکر کیا اور ثابت قدمی کی ہدایات بھی دیں۔

(a) اللہ تعالیٰ نے عین جنگ سے پہلے مسلمانوں پر ایسی اونگھ طاری کر دی کہ بیدار ہوتے ہی وہ خود کو تازہ دم محسوس کرنے لگے۔ ﴿إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ﴾

(b) پھر اللہ تعالیٰ نے ایسی بارش نازل فرمائی، جس سے شیطان کی گندگی کا خاتمہ ہو گیا، مسلمانوں کے دل جڑ گئے۔ چنانچہ بارش کی وجہ سے میدانِ جنگ میں ان کے قدم مضبوط ہو گئے۔

﴿وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ﴾ (آیت:11)۔

(c) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ میدانِ جنگ میں مسلمانوں کو ثابت قدم رکھیں۔

﴿إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ (آیت:12)

(d) اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ وہ میدانِ جنگ میں دشمن سے مڈبھیڑ ہونے پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں اور اس موقع پر بھی اللہ کو کثرت سے یاد کرتے رہیں، تاکہ کامیابی یقینی بنائی جا سکے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (آیت:45)

4- سورۃ الانفال کی دو (2) آیات (43 اور 46) میں ﴿فشل﴾ یعنی کمزوری کا لفظ استعمال کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ میدانِ جنگ میں مسلمانوں کو ہر قسم کی کمزوریوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے، تاکہ وہ ثابت قدمی کے ساتھ دشمنوں کو مقابلہ کریں۔

(a) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے خواب میں مشرکینِ مکہ کی تعداد کو کم کر کے دکھایا ورنہ مسلمان کمزوری دکھاتے اور اطاعتِ نظم کے معاملے میں تنازعہ کا شکار ہو جاتے۔

﴿إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ (آیت:43)

(b) مسلمانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں۔ سمع و طاعت کے نظام پر عمل کریں۔ تنازعات

سے بچیں۔ ورنہ نظم کی کمزوری سے مسلمانوں کی ہوا اکھڑ جائے گی۔ جنگ میں ثابت قدمی کا مطالبہ کیا گیا اور بشارت دی گئی کہ ثابت قدم مجاہدین کے ساتھ اللہ کی مدد ہوگی۔

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ (آیت:46)

5- سورۃ الانفال میں بار بار اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کے احکامات دیئے گئے، تاکہ مسلمان تحریک کے اگلے مرحلوں میں کامیاب رہیں۔

(a) مسلمانوں کو بتایا گیا کہ سچے اور خالص ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کی جائے ، اللہ کا تقویٰ اختیار کیا جائے اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو درست رکھنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے۔

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾(آیت:1)

(b) مسلمانوں کے اذہان وقلوب میں یہ بات راسخ کی گئی کہ اللہ اور رسول کی پکار پر انہیں لبیک کہنا چاہیے۔ اسی پر ان کی زندگی اور بقا کا انحصار ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾(آیت:24)

(c) اللہ اور رسول کے احکامات کو سن کر، ان کی بے چون وچرا اطاعت کی ہدایت کی گئی اور نظم وضبط یعنی ڈسپلن کا سبق سکھایا گیا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ، وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ﴾(آیت:20)

(d) مسلمانوں کو یہودیوں کی روش اختیار کرنے سے روکا گیا، جو احکامات کو سنتے تھے ،لیکن ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ﴾ (آیت:21)۔

(e) سن کر ان سنی کرنے والوں کو بدترین مخلوقات سے تشبیہ دی گئی، جو عقل ،سماعت اور گویائی سے محروم ہوتے ہیں۔

﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ (آیت:22)۔

(f) سمع وطاعت ، صبر واستقامت اور مضبوط نظم کے نتیجے ہی میں مسلمانوں کا رعب قائم ہوسکتا ہے اور اللہ کی مدد حاصل ہوسکتی ہے۔

﴿وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾(آیت:46)

6- سورۃ الانفال کی آیت 25 میں اسلام کے فلسفۂ اجتماع کی وضاحت بھی ملتی ہے۔ جہاد کے ذریعے فتنہ وفساد کا خاتمہ ایک اجتماعی ناگزیر ضرورت ہے۔ بعض فتنے ایسے عام ہوتے ہیں کہ جن کی سزا ظالموں کے علاوہ خاموش

تماشائیوں کو بھی ملتی ہے۔ قیادت کے جرائم کی سزا ، عوام الناس کو ملتی ہے۔ فرمایا گیا: ﴿ وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ﴾ (آیت 25)

7- مسلمانوں کو خود بھی خیانت سے بچنے کا حکم دیا گیا اور دشمن قوموں کی خیانت سے بچنے کا حکم بھی دیا گیا۔

(a) مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی خیانت سے اور امانتوں میں خیانت سے منع کیا گیا۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴾ (آیت:27)

(b) اسلام کی خارجہ پالیسی کے سلسلے میں یہ وضاحت کی گئی کہ جو بددیانت اور خائن قوم معاہدوں کی پاسداری نہیں کرتی اس کے ساتھ اسلامی ریاست کو بھی اسی طرح کا سلوک کرنا چاہیے اور معاہدہ شکنی کی صورت میں معاہدے کو منسوخ کر دینا چاہیے۔

﴿وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ﴾ (آیت:58)

8- سورۃ الانفال میں لفظ ﴿ فِتْنَة ﴾ کا استعمال بہت ہی معنیٰ خیز ہے۔ اس سلسلے کی تین آیات پر غور کیجئے۔

(a) اللہ تعالیٰ نے جہاد کو ایک ناگزیر عملِ جراحی قرار دیا ہے۔ جہاد انسانیت کے لیے رحمت ہے۔ جس طرح انسان کی جان کو بچانے کے لیے بعض اوقات آپریشن ناگزیر ہو جاتا ہے ، اسی طرح قوموں کی زندگی کے لیے بھی بعض اوقات جہاد لازمی اور ضروری ہو جاتا ہے۔ ورنہ زمین پر فتنے جنم لیتے ہیں اور فسادِ کبیر برپا ہو جاتا ہے۔ عملِ جہاد کے ذریعے قوموں کے جسم سے فتنہ و فساد کے سرطان (کینسر) کی بیخ کنی کی جاتی ہے۔ ﴿اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِى الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴾ (آیت:73)۔

(b) جہاد کے سلسلے میں یہ فلسفہ اور اصول بیان کیا گیا کہ جنگ کو اس وقت تک جاری رکھنا چاہیے ، جب تک فتنے کا پوری طرح استیصال نہیں ہو جاتا اور اللہ کی حاکمیت ﴿الدِّيْنُ ﴾ دنیا پر پوری طرح نافذ نہیں ہو جاتی۔

﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ﴾ (آیت:39)۔

(c) میدانِ جہاد میں مقصدِ جہاد کو سب سے زیادہ اولیت حاصل ہوتی ہے۔ مال اور اولاد کی محبت اگر اللہ کی محبت اور مقصدِ جہاد پر غالب ہو جائے تو انسان فتنے کا شکار ہو جاتا ہے۔ ﴿وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴾ (آیت:28)۔

## سورۃ الآنفال کا نظمِ جلی

سورۃ ﴿الانفال﴾ آٹھ (8) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1۔ آیات 1 تا 4 : پہلے پیراگراف میں، سچے مؤمنین کو آخرت میں ﴿مغفرت﴾ اور دنیا میں ﴿رزق کریم﴾ یعنی عزت کی روٹی کی بشارت دے کر ان سچے مؤمنین کی صفات بیان کی گئیں۔

(a) سچے مؤمنین، اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ (آیت:1)

(b) سچے مؤمنین مالِ غنیمت سے زیادہ، مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی استواری کی کوشش کرتے ہیں۔ (آیت:1)

(c) سچے مؤمنین اللہ اور رسول کی مخلصانہ اطاعت کرتے ہیں۔ (آیت:1)

(d) سچے اہلِ ایمان تو وہ لوگ ہیں، جن کے دل اللہ کا ذکر سن کر لرز جاتے ہیں ﴿اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ﴾

(e) اللہ کی آیات سن کر ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

﴿وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ (آیت:1)

(f) وہ اپنے رب پر اعتماد اور بھروسہ کرتے ہیں ﴿وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ (آیت:2)

(g) نماز قائم کرتے ہیں ﴿الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ﴾ (آیت:3)

(h) جو کچھ اللہ نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں ﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (آیت:3)

**2- آیات 5 تا 14: دوسرے پیراگراف میں جنگِ بدر کا پس منظر بتا کر مقصدِ جنگ کی وضاحت کی گئی۔**

اللہ تعالیٰ اسلام کی حقانیت کو حق ثابت کرنا چاہتا تھا اور مشرک و مجرم قریشی قیادت کے غلط عقیدے کے بطلان کو نمایاں کرنا چاہتا تھا۔ ﴿لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ﴾ (آیت:8)۔

اللہ کی مدد اور فرشتوں کے نزول کے احسان کا ذکر کر کے، مشرکین کو دنیاوی اور اُخروی عذاب سے ڈرایا گیا۔

**3- آیات 15 تا 28: تیسرے پیراگراف میں جہاد کی فرضیت کا حکم دے کر، سمع و طاعت کی ہدایت دی گئی۔**

(a) جہاد فرض ہے، میدانِ جنگ سے فرار گناہِ کبیرہ ہے اور اس جرم کی سزا جہنم ہے، البتہ کسی دوسرے فوجی لشکر سے ملنے کے لیے، یا پھر کسی جنگی چال کے طور پر عارضی مدت کے لیے پسپائی اختیار کی جاسکتی ہے۔ فرمایا گیا:

﴿وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ﴾ (آیت:16)

(b) مسلمانوں کی تربیت کی گئی کہ جب بھی جہاد کے لیے بلایا جائے تو فوراً سمع و طاعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ یہودیوں کی طرح سن کر بہرہ نہیں بننا چاہیے (آیت:21)۔ اللہ اور رسول کی دعوتِ جہاد میں اُمتِ مسلمہ کے لیے زندگی کی بشارت ہے (آیت:24)۔ اُمتِ مسلمہ کو ان فتنوں سے ڈرنا چاہیے، جن کی وجہ سے ظالموں کے ساتھ معصوم لوگوں کو بھی سزا ملتی ہے۔ قیادت کے گناہوں کی سزا عوام کو بھی ملتی ہے (آیت:25)

خیانت اور اَموال و اولاد کے فتنے سے بچ کر جہاد کرنے کا حکم دیا گیا۔

**4- آیات 29 تا 40: چوتھے پیراگراف میں قریشِ مکہ کے جرائم گنوائے گئے اور مسلمانوں کو ان سے (Legitimacy of war) جنگ کا جواز فراہم کیا گیا۔**

قریشِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف سازشیں کیں، مکروفریب سے کام لیا۔

قریشِ مکہ کے بارے میں صاف بتا دیا گیا کہ یہ اب خانۂ کعبہ کے متولی (Custodian) ہونے کا استحقاق نہیں رکھتے، کیونکہ یہ لوگوں کو مسجدِ حرام سے روکتے ہیں، ان میں اب توحید باقی نہیں رہی، تقویٰ باقی نہیں رہا، ان کی نماز میں یادِ الٰہی نہیں ہوتی۔ یہ نماز میں تالیاں پیٹتے ہیں اور سیٹیاں بجاتے ہیں۔ خانۂ کعبہ کے متولی صرف متقی لوگ ہی ہو سکتے ہیں۔ قریش کا اِنفاق، مذموم مقاصد کے لیے ہوتا ہے۔ قریشی قیادت کے لیے جہنم کی سزا ہوگی۔ قریش کو دعوتِ اسلام دی گئی کہ اگر وہ شرک سے باز آ جائیں تو ان کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (آیت:38)۔

ورنہ مسلمانوں کو اُن کے خلاف فتنے کے خاتمے تک جنگ کرنی پڑے گی۔

**5- آیات 41 تا 47 : پانچویں پیراگراف میں، مالِ غنیمت اور جنگ کے احکام بتائے گئے۔**

مالِ غنیمت میں سے ﴿خُمُس﴾ یعنی 20% اسلامی ریاست، رسول اللہ ﷺ، ذی القربیٰ، یتامیٰ، مساکین اور مسافروں کے لیے ہوگا۔ (بقیہ 80% مجاہدین اور فوج میں تقسیم کر دیا جائے گا)۔ جنگِ بدر کے دن کو ﴿یومُ الفُرقان﴾ کہا گیا اور جنگِ بدر کے مقاصد کی مزید وضاحت کی گئی۔ جنگ کا مقصد یہ تھا کہ مرنے والا دلیل پر مرے اور جینے والا دلیل پر جیئے۔ ﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾ (آیت:42) مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے، کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے، اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے، لڑائی جھگڑے، تنازعے، غرور اور ریاکاری سے بچنے اور صبر و استقامت اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی ورنہ مسلمانوں میں کمزوری پیدا ہو جائے گی اور ان کی ہوا اکھڑ جائے گی۔

**6- آیات 48 تا 54 : چھٹے پیراگراف میں ابلیس کے کردار کی وضاحت کی گئی، جو اس نے جنگِ بدر میں ادا کیا تھا۔**

منافقین اور ابوجہل کے فرعونی رویوں پر روشنی ڈالی گئی۔ انہیں دنیوی عذاب سے بھی دوچار کیا گیا اور بتایا گیا کہ عالمِ نزع کے وقت فرشتے کافروں کے چہروں اور پیٹھوں پر مارتے ہیں، پھر یہ آگ میں داخل کیے جائیں گے۔

ابوجہل اور فرعون کی مماثلت بیان کی گئی۔ دونوں نے ضد اور تکبر سے کام لے کر اللہ کے رسولوں کی نہ صرف تکذیب کی، بلکہ ان کی بھرپور مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ظالم آلِ فرعون کو غرقاب کر دیا۔

**7- آیات 55 تا 71 : ساتویں پیراگراف میں اسلامی ریاست کے لیے اَحکامِ صلح و جنگ کی وضاحت کی گئی۔**

عہد شکنی اور معاہدوں کی خلاف ورزی پر کافروں سے سختی برتنے اور جنگ کرنے کا حکم دیا گیا (آیت:57)۔

اسلامی ریاست کی خارجہ پالیسی: اگر کوئی ملک معاہدوں کی خلاف ورزی کرے تو اسلامی ریاست کو بھی معاہدہ توڑ دینا چاہیے اور معاہدے کو خائن قوم کے منہ پر مارنا چاہیے ﴿فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ﴾۔ اگر دشمن صلح کی پیش کش کرے تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے دوستی کا ہاتھ بڑھایا جا سکتا ہے۔

اسلامی ریاست کی عسکری پالیسی: اسلامی ریاست کو اپنی اقتصادی حالت کو دیکھتے ہوئے دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار تیار رکھنا چاہیے، تاکہ اللہ کے دشمنوں، مسلمانوں کے دشمنوں اور نامعلوم دشمنوں پر مسلمانوں کا رعب قائم رہے۔

﴿ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ ﴾ (آیت:60)

رسول کریم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو جہاد کے لیے ابھاریں (آیت:65)

دشمن کے مقابلے میں عسکری قوت: اسلامی ریاست پر ایک اہم اصول یہ واضح کیا گیا کہ مسلمانوں کی فتح کا دارومدار، عسکری قوت اور مسلمانوں کی تعداد پر نہیں ہے، بلکہ مسلمان فوجیوں کے ایمان اور میدانِ جنگ میں ان کی صبر و ثابت قدمی پر ہے۔ ضعف اور کمزوری کی حالت میں سو صابر مسلمان دو سو کافروں پر غالب آسکتے ہیں اور نسبت ایک اور دو (1:2) کی ہوگی۔ قوت اور رعب کی حالت میں سو مسلمان ایک ہزار کافروں پر غالب آسکتے ہیں اور نسبت ایک اور دس (1:10) کی ہوگی۔

جنگی قیدیوں اور اُن کے فدیے کے بارے میں اَحکامات: جنگی قیدیوں کے مسئلے پر گرفت کی گئی۔ جنگ میں قیدی بنا کر فدیہ لینے سے زیادہ بہتر یہ ہوتا ہے کہ دشمن کو کچل کر اس کی قوت کو پاش پاش کر دیا جائے۔ قیدیوں کے فدیے کو حلال و طیب قرار دیا گیا ہے۔ مشرک جنگی قیدیوں کے بارے میں یہ پیش گوئی کی گئی کہ اگر ان کے دل میں اسلام کا خیر ہوگا تو انہیں مستقبل میں بہت سی دنیاوی نعمتوں کے علاوہ مغفرت بھی نصیب ہوگی۔

8- آیات 72 تا 75: آٹھویں اور آخری پیرا گراف میں، پہلے پیرا گراف کی طرح سچے مؤمن مجاہدین کو آخرت میں ﴿مغفرت﴾ اور دنیا میں ﴿رزقِ کریم﴾ یعنی عزت کی روٹی کی بشارت دی گئی۔

(a) ہجرت کرنے والے مہاجرینِ مکہ اور اُنہیں پناہ دینے والے انصارِ مدینہ کی فضیلت بیان کی گئی۔

(b) اسلامی ریاست سے باہر رہنے والے مسلمانوں کو ریاست کی طرف سے حقِ ولایت حاصل نہیں ہوتا، لیکن اگر ایسے مسلمان اسلامی ریاست سے مدد طلب کریں تو ان کی مدد لازمی ہے۔ ﴿ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ ﴾

(c) جہاد کی اہمیت بتائی گئی اور کہا گیا کہ جہاد نہ کرنے سے زمین پر فسادِ کبیر اور فتنہ برپا ہو جاتا ہے۔

مقصد و فلسفۂ جہاد، جہاد کے آداب، ترغیبِ جہاد، اَحکامِ صلح و جنگ اور فضائلِ جہاد کی وضاحت۔